

اُمّت پر جانِ رحمت کی عنایات

صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ

(چوتھا حصّہ)

۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۸ھ / 11 ستمبر 2026ء

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان مرکزی دفتر جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری گیٹ لاہور

گزشتہ خطبات حاصل کرنے کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کریں: khutbatenizamia.com/ یا QR code سکین کریں:

042-37374429 0315-7374429 munpk7374429@gmail.com

مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Join our channel
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان Follow our Acount
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Like our Page
JAMIA NIZAMIA RIZVIA Subscribe our channel

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ، أَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

ھُوَ الَّذِیۡ بَعَثَ فِی الۡاُمِّیّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡھُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡھِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡھِمۡ وَیُعَلِّمُھُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَاِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ o وَّاٰخَرِیۡنَ مِنۡھُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِھِمۡ ؕ وَھُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ o [الجمعۃ 62:2،3]

کسی کے احسانات کا قدر شناس ہونا اور اپنے محسن کے لیے دل میں نیک جذبات رکھنا اعلیٰ ظرفی اور اچھی فطرت کی نشانی ہے۔ خوش اخلاق اور شریف النفس انسان اپنے محسن کے احسانات کو ہمیشہ یاد رکھتا ہے... جب کہ بدمزاج اور کم ظرف شخص احسان فراموش ہوتا ہے اور اپنے ساتھ ہمدردی کرنے والے کو جلد ہی بھلا دیتا ہے۔

احسان شناسی کی اَہمّیت اِس بات سے بھی واضح ہوتی ہے کہ خالقِ کریم جَلَّ شَانُہٗ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے، اِس کے باوُجود اُس نے اپنی تعریف وثنا کرتے ہوئے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ۔ ”بے شک اللہ بہت بخشنے والا، خوب قدر فرمانے والا ہے۔“ [الشوریٰ 42:23] جب وہ بے نیاز اپنے بندوں کے سچے جذبات اور نیک اعمال کی قدر فرماتا ہے تو بندوں کو بھی اپنے محسنوں کا قدر دان ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ھَلۡ جَزَآءُ الۡاِحۡسَانِ اِلَّا الۡاِحۡسَانُ۔ ”نیکی کا بدلہ نیکی ہی ہے۔“ [الرحمٰن 55:60] یہ ایسا جامع کلام ہے جو والدَین، اساتذہ اور رشتہ داروں سمیت تمام محسنین کے احسانات کی قدر شناسی اور اُن کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تربیت دیتا ہے۔

اِس حقیقت میں نہ تو کوئی شک ہے اور نہ کسی قسم کا مبالغہ کہ سرکارِ دوعالم ﷺ تمام مخلوق کے محسنِ اعظم ہیں۔ سارا جہان آپ کا ممنونِ کرم ہے اور زمین وآسمان کا ذرّہ ذرّہ آپ کا اِحسان مند ہے۔ آپ کی شانِ احسان فقط دُنیا تک ہی محدود نہیں، بلکہ آخرت میں بھی آپ کے احسانات بے پایاں ہوں گے اور ربِّ کریم آپ کو یہ اعزاز عطا فرمائے گا کہ تمام مخلوق آپ کی نگاہِ کرم کی محتاج ہو گی۔ خصوصًا اُمّتِ مسلمہ پر دُنیا وآخرت میں رسولِ رحمت ﷺ کی بے پایاں عنایات، کرم نوازیاں اور رحمتیں تو ایسی ہیں جن کا شمار ممکن ہی نہیں۔

رحمتِ عالَم ﷺ کی اِن بے پایاں عِنایات کا حق ادا کرنا تو مخلوق کے بس میں نہیں، تاہم غلامی کا کم از کم اتنا تقاضا تو بنتا ہی ہے کہ دل کو سچی مَحبَّتِ مصطفیٰ سے آباد کیا جائے، آپ کی تعظیم وتوقیر سے ایمان کو ترقّی دی جائے، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو زندگی کا شعار بنایا جائے، آپ کے احکام کے سامنے سرِ تسلیم خم کیا جائے اور آپ کی اُمّت کے ساتھ خیر خواہی والا معاملہ کیا جائے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا:

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رَضا

یاد اُس کی اپنی عادت کیجیے!

نیاز مندی کے اِنہی جذبات کو پروان چڑھانے کے لیے گزشتہ تین خطبات میں آپ ﷺ کی بے پایاں عِنایات کا تذکرہ کیا گیا۔ اِسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے آج بھی رسولِ رحمت ﷺ کی چند عظیم عِنایات کو ذکر کیا جائے گا، اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

آسان شریعت کی عطا

رحمتِ عالَم ﷺ کی بے پایاں عِنایات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے حکمِ الٰہی سے اپنی اُمّت کو نہایت مُعتدِل اور آسان شریعت عطا فرمائی ہے، یعنی حضور ﷺ نے ایسے احکام نہیں دیے جنہیں پورا کرنا اُمّت کے لیے مشکل ہوتا، بلکہ وہ احکام دیے ہیں جنہیں آسانی کے ساتھ بجالایا جاسکتا ہے، حتّٰی کہ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات کوئی عمل پسند فرماتے، اِس کے باوُجود پابندی کے ساتھ اُسے بجا نہیں لاتے تھے؛ کیونکہ اگر حضور ﷺ اُسے باقاعدگی سے ادا کرتے تو شوقِ اتباع میں صحابۂ کرام علیہم الرضوان بھی اُس پر دوام اختیار کرتے، یوں خدشہ تھا کہ وہ اُمّت پر فرض ہو جاتا۔[1] اِسی طرح کئی اعمال سے متعلق حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مَیں اُمّت کو اِس کام کا حکم دینا چاہتا ہوں، مگر اِس اندیشے سے رُک جاتا ہوں کہ کہیں اُمّت کو مَشقّت نہ اُٹھانی پڑے۔[2]

خالقِ کریم نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کے اوصافِ کریمہ کے تذکرہ میں یہ بھی فرمایا: وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ۔ ”اور وہ نبی اُن سے اُن کے بوجھ اور وہ طَوق دُور کرتے ہیں جو اُن کے گلے میں تھے۔“ [الاعراف 7:157]

اُمّ المؤمنین سیدتنا عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو کاموں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے آسان کو ہی اختیار فرمایا، تاہم اگر وہ گناہ ہوتا تو حضورِ اقدس ﷺ سب لوگوں سے بڑھ کر اُس کام سے دُور رہتے۔ (صحیح بخاری، حدیث:3560)

آسانی کے مَظاہر: سرورِ عالَم ﷺ نے اُمّت کی آسانی کے لیے حکمِ الٰہی سے گزشتہ شریعتوں کے مشکل احکام منسوخ فرما دیے اور اگر بعض صورتوں میں کسی حکم سے مَشقّت ہو تو اُس کے حوالے سے بھی رُخصتیں عطا فرمائیں۔ مثلاً:

⟸ پہلے حکم تھا کہ کپڑا ناپاک ہو جائے تو اُسے کاٹنا پڑے گا، مگر شریعتِ مُصطَفَویہ کا حکم ہے کہ پانی وغیرہ سے پاک کر لو! یہی کافی ہے۔

⟸ قومِ سیدنا موسٰی عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسْلِیْمَات کو حکم ہوا کہ خود کو قتل کرو! تب معافی ملے گی، مگر ہم پر مہربانی ہے کہ شرعی طریقے پر توبہ کر لو! اِسی سے مغفرت ہو جائے گی۔

⟸ گزشتہ قوموں میں مجرم سب کے سامنے رُسوا ہوتے تھے، مگر اِس اُمّت کے گناہ گاروں کی پردہ پوشی فرمائی جاتی ہے۔

⟸ پہلے غلطی اور بھول پر بھی گرفت ہو جاتی تھی، مگر نسبتِ مصطفٰی کریم ﷺ کی برکت سے ہم پر احسان ہے کہ بھول اور خطا کی صورت میں کوئی گناہ نہیں ہوتا (تاہم کچھ احکام میں اِن کا ازالہ لازم ہوتا ہے)۔

---

[1] عَنْ عَائِشَةَ رضی الله عنها قَالَتْ: إِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم لَيَدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ؛ خَشْيَةَ أَنْ يَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ۔۔۔ (صحیح البخاری، الحدیث:1128)

[2] عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ: لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِيْ لَأَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ وُضُوْءٍ۔ (مسند أحمد:9928)

⟸ پہلی اُمتیں جہاد کرتیں، مگر دشمنانِ اسلام سے حاصل ہونے والی غنیمت کو استعمال نہیں کر سکتی تھیں، یہ اُمّتِ مُصطَفوَیہ کا اِعزاز ہے کہ جہاد کر کے ربِّ کریم سے اجر وانعام بھی پاتی ہے اور دشمنوں سے ملنے والی غنیمت بھی مبارَک مال کے طور پر استعمال کرتی ہے۔

⟸ پہلی قومیں مخصوص عبادت گاہوں میں نماز ادا کرنے کی پابند تھیں، جب کہ ہم کسی بھی پاک جگہ پر نماز ادا کر سکتے ہیں۔

⟸ طہارت حاصل کرنے کے لیے پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو شریعتِ مصطفویہ نے تیمُّم کی سہولت عطا کی ہے۔

⟸ شدید بیمار اور شرعی مسافر کے لیے رمضان کا روزہ چھوڑنے اور بعد میں قضا کرنے کی اجازت ہے۔ بوڑھے شخص اور دائمی مریض پر قضا بھی لازم نہیں، یہ فدیہ ادا کر دیں تو وہی روزے کی جگہ کافی ہو گا۔

⟸ جو شخص کھڑے ہو کر نَماز پڑھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اُس کے لیے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی وُسعت ہے۔ شرعی سفر میں نماز کو قَصر کرنے (چار رکعتی فرائض کو دو رکعات پڑھنے) کا حکم ہے۔

⟸ آسانی کا اظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ نبیِ کریم ﷺ نے مشکل اُمور اختیار کرنے سے منع فرمایا۔ یعنی حضور ﷺ نے خود بھی مشکل احکام عطا نہیں کیے اور یہ اجازت بھی نہیں دی کہ اُمّت شریعت کے مِزاج کے خلاف اپنی مرضی سے مشکل اُمور اختیار کر لے۔ جیسے:

- سرکارِ کونَین ﷺ نے صومِ وِصال، یعنی بغیر افطار کے اگلا روزہ شروع کرنے سے منع فرمایا۔ نیز صومِ دہر، یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں دی۔
- اِسی طرح عمر بھر شادی نہ کرنے اور رات بھر قیام کی عادت بنانے کو بھی پسند نہیں فرمایا۔
- مَنّت کے حوالے سے تربیت فرمائی کہ زیادہ مَشقّت والی عبادات کی نذر نہ ماننا! بس وہ منت مانو جو آسانی سے نبھا سکو!
- یہ اجازت بھی نہیں دی کہ بندہ جوش میں آ کر اپنا تمام مال ہی صدقہ کر دے۔

لمحۂ فکریہ: ہمارے دَور میں شریعتِ مبارَکہ پر عمل کے حوالے سے بہت زیادہ سُستی ونالائقی پائی جاتی ہے، مزید یہ کہ لوگ اپنی کوتاہی کو تسلیم کرنے کے بجائے یہ بہانہ کرتے ہیں کہ "اِس دَور میں دین پر چلنا بہت مشکل ہے"، پھر آسانی اور مشکل کا معیار بھی از خود طے کر لیتے ہیں اور جو حکم اُن کی خواہشات، مَفادات یا معمولات کے خلاف ہو اُسے مشکل کہہ کر چھوڑ دیتے ہیں۔

غور کیجیے! رسول اللہ ﷺ نے نہایت مُعتَدِل اور آسان شریعت عطا فرمائی، گزشتہ شریعتوں کے مشکل احکام منسوخ فرما دیے اور مَشقّت والی صورتوں میں رُخصتیں عطا کیں، حتّٰی کہ بعض اعمال کو پسند فرمانے کے باوُجود اُن کا حکم نہیں دیا؛ کہ کہیں اُمّت کو مَشقّت نہ ہو... اب بھی اگر ہم شریعت پر عمل کرنے میں نالائقی کا مظاہرہ کریں اور اُسے مشکل کہیں تو کتنے شرم کی بات ہے!

حقیقت یہ ہے کہ شریعتِ مُصطَفوَیہ ﷺ مشکل نہیں، البتہ اُس پر عمل کے لیے خواہشاتِ نفس کو چھوڑنا پڑتا ہے اور یہی امتحان ہے۔ اگر انسان شریعت کو اپنی خواہشات کے تابع کرنا چاہے تو اُسے شرعی احکام مشکل محسوس ہونے لگتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آسانی اور مشکل کا معیار خواہشات نہیں، بلکہ شریعت کے اُصول ہیں؛ لہٰذا کسی چیز کو از خود مشکل قرار دے کر چھوڑنے کی اجازت نہیں۔

عطائے بے کراں کا ذریعہ ہونا

محسنِ اعظم ﷺ کے عظیم الشان احسانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ کے ساتھ نسبت کے طُفَیل اللہ تعالیٰ آپ کی اُمّت پر اُس کے گمان سے بھی زیادہ کرم و فضل فرماتا ہے۔ دُنیا میں بھی اُمّتِ محمدیہ کو منفرد انداز سے نوازتا ہے اور روزِ قیامت بھی اُسے دیگر تمام اُمّتوں سے کہیں زیادہ اِحسان واِعزاز سے سرفراز فرمائے گا۔

اجروثواب میں اِضافہ: اُمّتِ مسلمہ پر ربِّ کریم کی عطائے بے کراں کا اِظہار اِس طرح بھی ہوتا ہے کہ اِس اُمّت کو اعمالِ صالحہ پر گزشتہ اُمّتوں کی بنسبت کئی گنا زیادہ ثواب سے نوازا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر:

- خالقِ کریم نے اپنے حبیبِ لبیب ﷺ کی اُمّت کو ایسے اوقات عطا فرمائے ہیں، جن میں فضل و کرم پورے جوبَن پر ہوتا ہے، جیسا کہ لیلۃ القدر کو قرآنِ مجید نے خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (ہزار مہینوں سے بہتر) فرمایا۔ [القدر 97:3]
- اِسی طرح اپنے حبیبِ مکرّم ﷺ کی اُمّت کو ایسے مقامات کا شَرَف بخشا ہے جن میں اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، مثلاً حَرَمِ مکّہ شریف میں ایک نیکی پر ایک لاکھ نیکیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔[1]
- اگر کوئی شخص نیکی کا ارادہ کرے، مگر کسی وجہ سے اُسے پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اُسے محض ارادے پر ثواب عطا کیا جائے؛ کیونکہ اُس نے عمل تو کیا ہی نہیں، مگر حضورِ اقدس ﷺ کی نسبت کا اعزاز ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جانِ جہاں ﷺ سے روایت کیا: فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً۔ "جو مسلمان نیکی کا اِرادہ کرے، مگر اُسے کر نہ سکے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے اپنی بارگاہ میں ایک پوری نیکی لکھتا ہے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 6491)
- گزشتہ تمام اُمّتوں کے لیے اُصول تھا کہ کسی بھی نیکی پر اُس کے مطابق اجر و ثواب عطا کیا جاتا، مگر اُمّتِ مُصْطَفَوِیہ[2] پر وہ احسانِ عظیم ہے جسے سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا[3]: فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِئَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ۔ "جو بندہ نیکی کا اِرادہ کر کے وہ عمل بجالائے تو اللہ تعالیٰ اُسے اپنی بارگاہ میں دس گنا سے سات سو گنا تک، بلکہ بہت زیادہ گنا تک لکھتا ہے۔" (ایضًا، نیز دیکھیے: صحیح بخاری، حدیث: 7501)

---

[1] عَنْ سَيِّدِنَا جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مَرْفُوعًا: وَصَلَاةٌ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَفْضَلُ مِنْ مِائَةِ أَلْفِ صَلَاةٍ فِيمَا سِوَاهُ۔
(السنن لابن ماجة، رقم الحديث: 1406۔ الآثار للإمام أبي يوسف، رقم الحديث: 320، إسنادہ صحيح)

[2] قال الشيخ شهاب الدين أبو العباس أحمد القرافي رحمہ اللہ تعالیٰ: فَإِنَّ تَضْعِيفَ الْحَسَنَاتِ إِلَى عَشَرَةٍ مِنْ خَصَائِصِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ۔
(أنوار البروق في أنواء الفروق، ج: 2، ص: 191، عالم الكتب)

[3] اِس کی تائید سورۂ بقرہ کی آیت: 261 سے بھی ہوتی ہے۔

عفوومغفِرت: اُمّتِ محبوب پر ربِّ کریم کے فضلِ جلیل کا اظہار یوں بھی ہوتا ہے کہ اِس اُمّت کو گناہوں اور لغزشوں کی مُعافی کے لیے ڈھیروں ذرائع عطا کیے گئے ہیں۔ مثلاً:

- اُمّتِ مسلمہ کو کئی ایسے اوقات عطا فرمائے گئے ہیں جن میں عَفوورحمت کی بارش مُوسلا دھار برستی ہے، جیسے رمضان المبارک کے دن راتیں، ہر رات کا آخری پہر اور شبِ برات وغیرہ۔
- نمازوں اور دیگر نیکیوں کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔(ھود11:114) حضورِ اقدس ﷺ کا اُمّتی وُضو کرتے ہوئے جو عُضو دھوتا ہے رحمتِ الٰہی سے اُس عضو کے (صغیرہ) گناہ بھی دُھل جاتے ہیں۔(صحیح مسلم، حدیث:244) بندہ اِخلاص کے ساتھ اپنے آقا کریم ﷺ کی بارگاہ میں ایک مرتبہ دُرودِ پاک عرض کرتا ہے تو اُسے دس رحمتیں نصیب ہوتی ہیں، دس درجے بلند کیے جاتے ہیں، دس نیکیاں لکھی جاتی ہے اور دس گناہوں کی مُعافی مل جاتی ہے۔[1]
- ربِّ کریم نے اپنے محبوبِ مکرّم ﷺ کی اُمّت کے حق میں مشکلات، تکالیف اور آزمائشوں کو مغفرت کا ذریعہ بنایا ہے، حتّٰی کہ پاؤں میں کانٹا چبھے اور مومن اُس پر صبر کرتے ہوئے ثواب کا اُمّیدوار بنے تو وہ بھی گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔(صحیح بخاری:5642)
- اِس اُمّت کی قبر میں آزمائش ہوتی ہے؛ تاکہ وہ مغفرت اور بلندیِ درجات کا وسیلہ بن جائے۔(صحیح مسلم:2867 مع شرحہ)
- دوسرے مسلمانوں کی دُعاؤں سے بھی رحمت و مغفرت عطا ہو جاتی ہے۔(صحیح مسلم، حدیث:1631، ملخصًا)

عطائے بے کَراں پر یہود و نصاریٰ کا غصّہ: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسولِ کریم ﷺ سے روایت کیا کہ اُمّتِ مصطفویہ کو ملنے والے اجر و اِنعام پر یہود و نصاریٰ غصّے میں آکر کہنے لگے:[2] نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَّأَقَلُّ عَطَاءً۔ یعنی اے اللہ! ہماری عمریں لمبی ہیں اور اعمال زیادہ ہیں، جب کہ اُمّتِ مسلمہ کی عمریں کم ہیں اور اعمال آسان ہونے کے ساتھ ساتھ تھوڑے بھی ہیں... اِس کے باوُجود اِنھیں اجر و ثواب ہم سے زیادہ ملا ہے، وہ کیوں؟

ربِّ کریم نے فرمایا: هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ "کیا مَیں نے تمھیں تمھارے حق سے کم دیا ہے (تمھیں ملنے والا اجر و ثواب تمھارے اعمال سے کم ہے)؟" وہ کہیں گے: نہیں۔ (ہمیں پورا ملا ہے، مگر اِنھیں زیادہ کیوں عطا ہوا ہے؟)

فرمایا: فَإِنَّهُ فَضْلِي أُعْطِيهِ مَنْ شِئْتُ۔ "یقیناً یہ میرا فضل و کرم ہے، مَیں جسے چاہوں عطا کروں۔" (صحیح بخاری:3459)

---

[1] عَنْ سَيِّدِنَا عُمَيْرٍ وَأَبِي بُرْدَةَ مَرْفُوعًا: مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مِنْ أُمَّتِي صَلَاةً مُّخْلِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَّرَفَعَهٗ بِهَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَّكَتَبَ لَهٗ بِهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ وَّمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ۔ (السنن الکبریٰ للنسائی، رقم الحدیث: 9809، 9810۔ قال ابن حجر فی فتح الباری [11/167]: وعن أبی بردۃ بن نیارٍ وأبی طلحۃ، کلاھما عند النسائی، ورُوَاتُھما ثقات۔

[2] وَلَعَلَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَقَدْ حَكٰى عَنْهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِصِيْغَةِ الْمَاضِيْ؛ لِتَحَقُّقِ ذٰلِكَ، أَوْ صَدَرَ عَنْهُمْ مِثْلُ ذٰلِكَ لَمَّا اطَّلَعُوْا عَلٰى فَضَائِلِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ فِيْ كُتُبِهِمْ أَوْ عَلٰى أَلْسِنَةِ رُسُلِهِمْ۔ (مرقاۃ المفاتیح، تحت الحدیث: 6283)

تعلیم وتربیت اور تزکیہ فرمانا

یہ بھی نبیِ کریم ﷺ کا عظیم احسان ہے کہ آپ اُمّت کو قرآنِ مجید کی تعلیم عطا فرماتے ہیں، نیز سنّت وفقہ اور احکامِ شریعت واسرارِ طریقت سکھاتے ہیں، اِس کے ساتھ ساتھ اُمّت کا تزکِیَہ فرماتے ہیں۔ یعنی گناہوں کی آلودگی سے پاک فرماتے ہیں، ظاہر وباطن کو خواہشات وغیرہ کی آلائشوں سے مُنَزّہ کرتے ہیں اور خلوص وللّٰہیت کو اُجاگر کرکے دلوں کو انوار وتجلیاتِ الٰہیہ کا آئینہ بنادیتے ہیں۔

قرآنِ حکیم نے متعدّد آیات میں نبیِ کریم ﷺ کے اِن احسانات کا ذکر فرمایا۔ ایک مقام پر ہے: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ۔ ”اللہ وہی ہے جس نے اَن پڑھ لوگوں میں اُن میں سے ہی ایک عظیم الشان رسول بھیجا، وہ اُن پر اللہ کی آیات پڑھتے ہیں اور انھیں خوب پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں اور بے شک وہ اِس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔“ [الجمعۃ 2:62]

حکیم الاُمّت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا: تزکیہ وپاکیزگی فقط نیکیاں کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، یہ دَولت نگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے نصیب ہوتی ہے۔ کوئی شخص زمین میں بہترین بیج بودے، مگر پانی نہ لگائے تو پیداوار حاصل نہیں ہوگی، اعمالِ صالحہ بھی بیج کی طرح ہیں اور نگاہِ مصطفیٰ کریم ﷺ کی ضرورت پانی سے بھی زیادہ ہے۔ چنانچہ اعمال سے بے نیازی نہیں، تاہم فقط اعمال سے کام نہیں بنتا، کام تبھی بنتا ہے جب ماہِ مدینہ ﷺ کی نگاہِ کرم شاملِ حال ہوتی ہے۔ (نور العرفان، زیرِ آیتِ البقرۃ:129 واٰلِ عمرٰن:164، ملخصًا)

تعلیم وتزکیۂ صحابہ: نبیِ کریم ﷺ نے سب سے پہلے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو تعلیم وتربیت سے نوازا اور تزکیہ فرما کر اُنہیں اُس بلند مقام تک پہنچایا کہ باقی ساری اُمّت اُن کی گردِ راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتی۔ شاعر نے خوب کہا:

خود نہ تھے جو راہ پر اَوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کردیا[1]

حضورِ اقدس ﷺ کی شانِ تزکیہ کا جلوہ بہت مرتبہ یوں بھی ظاہر ہوا کہ آپ نے کسی صاحب کے سینے پر اپنا دستِ مبارک رکھا تو رحمتِ الٰہی سے فوری طور پر اُس کے دل کی دُنیا بدل گئی، جب وہ حاضر ہوا تو کفر کی نَجاست سے آلودہ تھا اور واپس لوٹنے سے پہلے اُسے وہ مقام عطا ہوگیا کہ دُنیا بھر کے اَقطاب واَغواث وابدال اُس کے قدموں تک نہیں پہنچ سکتے۔[2]

---

[1] یعنی جو خود راستے سے بھٹکے ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ کرم نے اُنہیں ایسے بلند مقام تک پہنچادیا کہ وہ دوسروں کو ہدایت دینے والے بن گئے۔ واہ کیا کمال ہے نگاہِ رحمتِ عالَم ﷺ کا! اُس نے مُردوں کو مسیحا (دوسروں کو زندگی دینے والا) بنادیا۔

[2] کتبِ حدیث وسیرت میں سادا تناحیدرِ کرّار، فَضالہ بن عُمَیر، شیبہ بن عُثمان، جریر بن عبد اللہ اور بدکاری کی اِجازت مانگنے والے وغیرہ... رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو دستِ مبارک رکھ کر مختلف عِنایات سے نوازنے کے واقعات موجود ہیں۔

بعد والوں کو تعلیم وتزکیہ عطا کرنا: یہ بات بھی ایمان افروز ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ کا تعلیم وتزکیہ فرمانا فقط اُن حضرات تک محدود نہیں تھا جنہیں آپ ﷺ کے قدموں میں بیٹھنے کا شرف ملا، بلکہ آپ آج بھی اُمّت کو قرآن وسنت وغیرہ کا علم عطا فرماتے ہیں اور اُنہیں خوب ستھرا کرتے ہیں۔ یہ سلسلۂ فیض وکرم قیامت تک جاری رہے گا۔

خالقِ کریم نے فرمایا: وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔ "اور وہ (رسولِ کریم) اُن میں سے دوسروں کو بھی پاک کرتے اور تعلیم دیتے ہیں جو پہلوں (صحابہ) سے نہیں ملے... اور اللہ ہی بڑا غالب، عظیم حکمت والا ہے۔" [الجمعۃ 3:62]

امامِ اعظم پر کرم: ویسے تو اپنی اپنی قسمت اور استعداد کے مطابق نبیِ کریم ﷺ کا فیض تمام اُمّت کو عطا ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا، تاہم اِس فیض سے ہمارے امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وافر حصّہ نصیب ہوا ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے اِس آیتِ کریمہ کی وضاحت پوچھی تو سرورِ عالم ﷺ نے سیدنا سَلمانِ فارِسی رضی اللہ عنہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: لَوْ كَانَ الْإِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ - أَوْ رَجُلٌ - مِّنْ هٰؤُلَاءِ۔ یعنی "اگر علم اور دین وایمان[1] ثُرَیّا ستارے کے پاس بھی ہوں تو اِن اہلِ فارس میں سے کچھ لوگ اُسے پالیں گے۔" (صحیح بخاری، حدیث: 4897) بزرگوں نے فرمایا: اِس حدیثِ پاک میں امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ہی کی بشارت ہے؛ کیونکہ اہلِ فارس میں جو علمی مقام آپ کو عطا ہوا ہے وہ کسی اور کو نصیب نہیں ہوا۔[2]

دیگر اکابر پر کرم: اکابر اولیائے کرام اور علمائے ذوی الاحتشام نے ایسے سینکڑوں واقعات اپنی کتابوں میں درج کیے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُمّتیوں کی علمی وروحانی اور نجی مشکلات کے حل کے لیے مہربانی فرمائی اور راہ نمائی سے نوازا۔

امام جلال الدین عبد الرحمٰن سُیوطی علیہ الرحمہ سے ایک شخص نے درخواست کی کہ وہ حاکم کے پاس اُس کی سفارش کر دیں۔ آپ نے فرمایا: اِعْلَمْ یَا أَخِیْ! أَنِّیْ قَدِ اجْتَمَعْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلٰی وَقْتِیْ هٰذَا خَمْسًا وَسَبْعِیْنَ مَرَّةً یَقَظَةً وَمُشَافَهَةً۔ یعنی بھائی! مجھے اب تک جاگتے ہوئے 75 مرتبہ رُوبرو رسول اللہ ﷺ کی زیارت وملاقات کا شرف حاصل ہو چکا ہے۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ حکمرانوں کے پاس جانے کے نتیجے میں مَیں اِس اِعزاز سے محروم ہو جاؤں گا تو ضرور تمہاری سفارش کر دیتا۔ مَیں علمِ حدیث کا ایک خادم ہوں اور جن احادیث کو مُحدّثین نے سند کے اُصولوں کے مطابق ضعیف قرار دیا ہے اُن سے متعلق مَیں رسول اللہ ﷺ سے پوچھنے کا محتاج ہوں، وَلَا شَكَّ أَنَّ نَفْعَ ذٰلِكَ أَرْجَحُ مِنْ نَفْعِكَ أَنْتَ یَا أَخِیْ! یعنی میرے بھائی! خدمتِ حدیث میں مسلمانوں کا اجتماعی فائدہ ہے اور یہ یقیناً تمہارے ایک کے فائدے سے زیادہ اَہَمّ ہے۔ (المیزان الکبریٰ للشعرانی، فصل فی بیان استحالۃ خروج... ج: 1، ص: 222، دار التقوی)

---

[1] رَوٰی مسلم فی صحیحه: لَوْ كَانَ الدِّیْنُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَذَهَبَ بِهٖ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ - أَوْ قَالَ - مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ حَتّٰی یَتَنَاوَلَهٗ۔ (رقم: 2546)
وفی روایة أحمد: لَوْ كَانَ الْعِلْمُ بِالثُّرَیَّا لَتَنَاوَلَهٗ نَاسٌ مِّنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ۔ (مسند أحمد، الحدیث: 10057)

[2] أَنَّ أَبَا حَنِیْفَةَ هُوَ الْمُرَادُ مِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ، ظَاهِرٌ لَا شَكَّ فِیْهِ؛ لِأَنَّهٗ لَمْ یَبْلُغْ مِنْ أَبْنَاءِ فَارِسَ فِی الْعِلْمِ مَبْلَغَهٗ أَحَدٌ۔
(ردّ المحتار علی الدرّ المختار، مقدمة۔ التفسیر المظهری، تحت سورة محمد 38:47)

حرفِ آخر: احساناتِ نبویہ کی فَراوانی اور تقاضائے غلامی

اپنے محسن کے احسانات کا اعتراف کرنا اور اُس کے لیے اچھے جذبات رکھنا قرآن و سنت کا حکم بھی ہے اور دانائی و خوش اخلاقی کا تقاضا بھی۔ نیک طینت اور اعلیٰ ظرف انسان کبھی اپنے محسن کی نیکی کو فراموش نہیں کرتا.. جب کہ بدمزاج و کم ظرف شخص بھلائی کرنے والے کو جلد ہی بھلا دیتا ہے۔

بلاشُبہ وبلامبالَغہ سرورِ کائنات ﷺ تمام مخلوق کے محسنِ اعظم ہیں۔ سارا جہان آپ کے خوانِ کرم کا نمک خوار، نگاہِ عنایت کا محتاج اور ممنونِ احسان ہے۔ تاج دارِ بریلی علیہ الرحمہ نے خوب فرمایا:

آسماں خوان زمیں خوان زمانہ مہمان　　صاحبِ خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

عِنایاتِ نبویہ کی قدر شناسی کا اِحساس و شعور اُجاگر کر کے مَحبّتِ رسول کے جذبے کو فَروغ دینے کے لیے آخری چار خطبات میں جانِ عالَم ﷺ کے عظیم الشان احسانات کا ذکر کیا گیا ہے۔ چند اَہَمّ نِکات یہ ہیں:

1) تمام مخلوق پر سرکارِ دوعالَم ﷺ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ مخلوق کو وُجود بھی آپ ﷺ کے صدقے میں عطا ہوا اور تمام جہان کی بَقا بھی آپ کی رحمت و برکت سے ہے۔ اگر آپ نہ ہوتے تو جہان کو پیدا ہی نہ کیا جاتا اور آپ کا کرم شاملِ حال نہ رہے تو اِس جہان میں کچھ بھی باقی نہ رہے۔

2) ہدایت و ایمان سے نوازنا اور انسانیت کی کامیابی کے لیے حد درجہ کوشش فرمانا بھی جانِ رحمت ﷺ کا احسانِ عظیم ہے۔

3) کتنی بڑی بندہ نوازی ہے کہ مخلوق میں سب سے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کے باوُجود حضورِ اقدس ﷺ اپنے ہر اُمّتی پر بے حد شفقت، بے پناہ مہربانی اور بے مثال لُطف و احسان فرماتے ہیں، حتّٰی کہ خود پروَردگارِ عالَم نے اُمّتِ مسلمہ کو قرآنِ مجید میں آپ کی رحمت و شفقت کا احساس دلایا ہے اور آپ کی نیاز مندی کا حکم دیا ہے۔

4) یہ بھی رحمتِ عالَم ﷺ کی کمال ذرّہ نوازی ہے کہ آپ اپنی ظاہری حیاتِ مُبارَکہ میں بھی اُمّت کو بے شمار دُعاؤں سے نوازا کرتے تھے، آج بھی اُمّت کے حق میں دُعائیں فرما رہے ہیں اور روزِ قیامت بھی اپنی مقبول دُعاؤں سے نواز کر اُمّت کی بگڑی بنائیں گے۔

5) امام الانبیا ﷺ کا یہ کرم بھی بہت عظیم ہے کہ آپ نے حکمِ الٰہی سے اپنی اُمّت کو نہایت مُعتدِل اور آسان شریعت عطا فرمائی ہے۔ یعنی آپ نے ایسے احکام دیے ہی نہیں جن کو بجالانے میں اُمّت کے لیے کوئی مشکل ہوتی، حتّٰی کہ بعض اوقات جانِ کرم ﷺ کسی عملِ خیر کا حکم دینا پسند فرماتے، مگر فقط اِس لیے رُک جاتے کہ اُمّت کو مَشقّت نہ اُٹھانی پڑے۔ اگر ہم اپنی شریعت کا گزشتہ اُمّتوں کو عطا ہونے والے احکام سے مُوازَنہ کریں تو اپنے آقا کریم ﷺ کی بندہ نوازی پر جھوم اُٹھیں۔

کاش! ہم شریعت پر عمل کو "مشکل" کہہ کر غفلت کا مظاہرہ کرنے کے بجائے یہ شعور بیدار کریں کہ شریعتِ محمدیہ سب سے آسان ہے اور ہمیں بہر صورت اِس پر عمل کرنا ہے۔

6) محسنِ اعظم ﷺ کا یہ احسان بھی ہر گز فراموش نہیں کیا جا سکتا کہ آپ کے ساتھ نسبت کے صدقے میں اللہ تعالیٰ آپ کی اُمّت پر اُس کے گمان سے بھی زیادہ فضل و کرم فرماتا ہے۔ نیکی کرنے پر باقی اُمّتوں کی بنسبت کئی گنا زیادہ اجر و انعام عطا فرمانا اور گناہوں کی معافی کے لیے ڈھیروں ذرائع سے نوازنا حضورِ اقدس ﷺ کی برکت سے ہی تو ہے۔

امامِ اہلِ سنّت، پیکرِ عشق و محبت، چشمۂ علم و حکمت، امام احمد رضا خان قادری علیہ الرحمہ نے خوب کہا:

عطائے اَرَب، جلائے کَرَب، فُیوض عجب، بغیر طلب

یہ رحمتِ رب ہے کس کے سبب! بَربِّ جہاں تمہارے لیے [1]

7) یہ بھی جلیل القدر احسانِ نبوی ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ اُمّت کو قرآنِ مجید کی تعلیم عطا فرماتے ہیں، سنّت و فقہ اور احکامِ شریعت و اسرارِ طریقت سکھاتے ہیں، نیز اُمّت کا تَزْکِیَہ فرماتے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ تعلیم و تربیت اور نگاہِ کرم سے اُمّت کے ظاہر و باطن کو پاک فرما کر اُن کے دلوں کو خالقِ کریم کے انوار و تجلیات کا آئینہ بنا دیتے ہیں۔

8) حد تو یہ ہے کہ یہ تمام تر کرم نوازیاں فقط صحابۂ کرام علیہم الرضوان تک ہی محدود نہیں تھیں، بلکہ جانِ کائنات ﷺ آج بھی اپنے ہر اُمّتی کو اُس کی اِستعداد و قسمت کے مطابق نواز رہے ہیں اور فیض و کرم کا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

9) رحمتِ عالَم ﷺ کے اِس بے پناہ کرم کا حق ادا کرنا تو ساری مخلوق کے بس میں نہیں، تاہم نسبتِ غلامی کا کم از کم اتنا تقاضا تو بہر حال بنتا ہے کہ ہم اپنے دلوں کو مَحبَّتِ رسول کے نور سے منوّر کریں، آپ کی تعظیم و توقیر کے ذریعے ایمان کی مٹھاس حاصل کرنے کی کوشش کریں، آپ کے اُسوۂ حسنہ کو مَشْعَلِ راہ بنا کر دُنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کریں، آپ کے فرامینِ مقدّسہ پر عمل پیرا ہو کر اپنی بگڑی بنائیں اور آپ کی اُمّت کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی والا معاملہ کر کے ربِّ کریم کو راضی کریں۔

یاد رہے کہ یہ فقط چند احساناتِ مُصطَفَوِیہ کا ذکر ہوا ہے اور اِس کاوِش کا مقصد نبیِ کریم ﷺ کی عِنایات کا شعور بیدار کرنا ہے۔ حقیقت تو وہی ہے کہ جس کا اظہار تاج دارِ گولڑہ علیہ الرحمہ نے کیا: ”کتھے مہر علی، کتھے تیری ثنا... گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں!“

شرعی مسئلہ: گنبدِ خَضْرا شریف و نعلَینِ پاک کی تصاویر اور اُن کے نقش بنانا جائز ہے، تاہم اِن کی تعظیم و تکریم کا لحاظ بہت ضروری ہے اور کسی بھی طرح سے بے ادبی کرنا جائز نہیں۔ چنانچہ عوامی مقامات اور محافل میں اِن سے برکتیں حاصل کرتے ہوئے ادب کے تقاضوں کو ضرور پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

(ملاحظہ کیجیے: شِفَاءُ الْوَالِہ فِیْ صُوَرِ الْحَبِیْبِ وَمَزَارِہٖ وَنِعَالِہٖ، مشمولہ در فتاوٰی رضویہ، ج:21، ص:425 تا 458، رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ)

---

[1] ارب: 100 کروڑ۔ جِلائے کَرَب: غموں سے رہائی۔ یعنی اُمّتِ محمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں ہیں، غم دُور کیے جاتے ہیں، بغیر مانگے عجیب و غریب فیض نصیب ہوتے ہیں، ربّ تعالیٰ کی یہ رحمت کس وجہ سے ہے؟ قسم بخدا، یارسول اللہ! صرف آپ کے ساتھ نسبت کی برکت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ جانِ رحمت ﷺ کے صدقے میں ہمیں آپ کی مَحبَّت سے بہرہ مند فرمائے اور آپ کا احسان مند رہتے ہوئے ہمیشہ اُسوۂ حسنہ پر عمل کر کے دین و دُنیا کی کامیابی حاصل کرنے کی توفیق سے نوازے!

خالقِ کائنات تمام اُمتِ مسلمہ کو ہر طرح کی آفات سے نَجات عطا کرے! خصوصًا پاکستان کی مَعاشی مشکلات کو آسان فرمائے اور حوادِثِ زمانہ سے اِس کی حفاظت فرمائے! ربِّ کریم اہلِ پاکستان کو ہر قسم کی اندرونی و بیرونی سازشوں سے محفوظ رکھے، اِسے امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے! اور تمام اربابِ اختیار کو اسلام کا خدمت گزار اور عوام کا خیر خواہ فرمادے!

قادرِ مطلق مسلمانوں میں جذبۂ جہاد بیدار فرمائے! اہلِ غـــزہ سمیت دُنیا بھر کے مظـلوم مـسلمانوں کی مدد فرمائے، امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کے شر سے اُمّت کو محفوظ رکھے! اور اسرائیل کو تمام اتحادیوں سمیت نشانِ عبرت بنائے!

آمین بجاہِ النّبیِّ الکریم ﷺ!